

بابا جی کی جگہ

میرے دوست نے فون میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا! سائیں نانا لائین پر ہیں وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں، میں نے اسکی بات سنی ان سنی کر دی۔ اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہلکی آواز میں پھر کہا سائیں نانا آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں، میں نے اسکی آنکھوں میں دیکھا تو ایک دھیمہ خوف نظر آرہا تھا، میں نے دل میں کہا یہ کوئی اچھی فون کال تو معلوم نہیں پڑتی اس لئے میں نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا، یا اس کو بول دو کہ یہ رانگ نمبر ہے، لیکن اس نے فون میرے ہاتھ میں دے کر سامنے آکر بیٹھ گیا اب میں پریشان اگر آج بھی اسے مجھ سے وہی سوال کیا تو میں کیا جواب دوں گا، ویسے بھی میں ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہوں جس نے علم کو ختم کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے اور تعلیم کی فوری تدفین کے لئے ہر محلہ اور ہر گلی میں بڑی بڑی مزارات بنالیں ہیں جہاں روزانہ کثیر تعداد میں بچے جا کر ایٹال ٹواب کرتے ہیں اور وہاں کے مز اور ہر ماہ اچھی خاصی رقم مزارات سے کٹھی کرتے پھرتے ہیں، اب ایسے میں مجھے کیا معلوم کہ کتابیں کیا ہوتی ہیں اور قلم کس بلا کا نام ہے، لیکن میری مجبوری سے اسکو کیا اسکو تو بس دن میں ایک بار فون کر کے پوچھنا تھا اچھا بھائی جلدی بنا قلم والی بانی کا کچھ پتہ چلا کہ نہیں؟ اور میں اس سے کہہ دیتا کہ نانا مجھے تھوڑا ناہیم دیں میں بھی تلاش کر رہا ہوں۔

لیکن آج گھر پر مہمان آئے ہوئے تھے اسکے سامنے میری عزت بنی ہوئی تھی، اب کیا کروں فون ہاتھ میں ہے مانتھے سے پسینہ ٹپک رہا ہے، میرے دوست نے میرا پسینہ دیکھ کر کہا سائیں اتنا گھبرانے کی کوئی بات نہیں میرا بھائی پاگل ضرور ہے مگر اس سے زیادہ نہیں ہے، لیکن آج کل ایسا ضرور ہے کہ اس پر نانا کا بیوت سوار ہو گیا ہے لیکن انشا اللہ اگلے مہینے تک ٹھیک ہو جائے گا اسے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔ اوف میری جان میں جان آگئی اسے تم نے تو ذرا ہی دیا تھا مجھے لگا کہ یہ اسی کی فون ہے، کہیں پھر سے نہ وہ مجھ سے قلم والی بانی کا پوچھے۔ خیر اسکے بعد میں اپنے دوست کے بڑے بھائی سے فون پر بات کی اور پھر کچھ عرصہ مجھے اسکے ساتھ ایک ہی مکان میں رہنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اسکے والدین نے تو انکو ایک خوبصورت نام سے نوازا تھا لیکن ہم انکی سحر انگیز شخصیت سے جوں جوں متاثر ہوتے چلے گئے ویسے ہی اسکے القاب میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا، جیسے نانا جی، گرو جی، ہیری پٹر، مائیکل، بیچ اداس، لیکن آخری وقت میں ہم نے انہیں جس لقب سے نوازا تھا وہ تھا بابائی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اسکے ہمراہ ایک مکان میں رہتا تھا۔ ایک بار میں رات کو نیند سے چونک کر

انٹھا میرے گھر کی چھت پر کوئی سسکیاں لے لے کے رو رہا تھا میں گھبرا کر کمرے سے باہر دوڑا کہ دیکھوں چھت پر کیا

ہو رہا ہے مینے برآمدے میں اپنے دوستوں کو گپ شپ میں محو پایا، میں حیرانگی سے ان سے پوچھنے لگا کہ چھت پر کون ہے؟ سائیں کوئی نہیں باباجی ہیں ابھی ان پر کسی قوال کا بھوت آیا ہوا ہے اس لئے وہ ریاض کر رہے ہیں، میرے دوست نے مسکراتے ہوئے مجھے کہا، آپ آرام کریں۔

اب آرام کیا کرنا تھا، خیر یہ مہینہ بڑے کرب سے گذرا مٹھے والے روک روک کر پوچھتے کہ آپکے گھر سے اکثر و بیشتر چیخنے اور چلانے کی آوازیں آتی ہیں آپ کسی بیگالی عامل کو بلا کر پڑھائی کیوں نہیں کرواتے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اب ان سے کیا کہیں کہ ہمارے آنگن میں پر کیا بیٹی ہے، ہمارے پاس سوائے اسکے اور کیا چارہ تھا کہ ہر آتے جاتے کو یقین دلاتے کہ پڑھائی چل رہی ہے عامل بیگالی کا کہنا ہے کہ ایک ماہ تک پڑھائی کریں گے پھر یہ بلا مٹل سکتی ہے یوں ایک مہینہ خیر و عافیت سے گذرا اور بلا مٹل گئی،

اس بات کو دو دن ہی گذرے تھے کہ باباجی کے چھوٹے بھائی (وہی میرے دوست) میرے پاس غصہ میں آچپے، سب ٹھیک تو ہے؟ مینے ذرا فکر مند انداز میں پوچھا، سائیں یہ آپنے باباجی کو کونسی کتاب پڑھنے کو دے دی ہے؟ میرے دوست کے سوال میں اچھا خاصہ غصہ بھرا تھا، گورو جنیش کی کتاب ہے لیکن کیوں؟ مینے حیرت سے پوچھا؟ سائیں آپ ذرا گھر پر چل کے دیکھیں اب تو اس نے نیا نظریا اپنا لیا ہے کہتا ہے کہ انسان جیسا پیدا ہوا ہے اسے ویسا ہی رہنا چاہئے، قدرت کی خوبصورتی کو مثنوی کیڑوں سے بیکار کرنا یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟، ٹھیک ہے پھر آپ لوگوں نے کیا کیا؟ میرے سوال پر اس نے کہا سائیں ہم تو اسکی اس عجیب و غریب نظریہ سے بالکل بھی راضی نہیں ہیں لیکن وہ اس نظریہ پر عمل کر چکا ہے، اب کمرے میں بھی بیٹھتا بلکہ سہن کے پیچھے ٹھل رہا ہے، بتائیں اب ہم کہاں جائیں؟

میں نے ان سے ٹائیم لیا اور بڑی منت و سماج کے بعد انکو گزارش کی کہ آپکا یہ نظریہ کسی قیمت پر بھی ناکارہ نہیں بنایا جاسکتا، بلکہ دنیا میں آزاد خیال لوگ اس نظریہ کو لے کر بہت آگے جا چکے ہیں، اور آج کی دنیا میں اس نظریہ کی بہت چرچا ہو رہی ہے، لیکن آپکے چھوٹے بھائی اور دوستوں کا کیا قصور ہے کہ وہ بچارے صحیح صحیح ایسا منظر دیکھ کر لکھتے ہیں کہ انکا یورا دن عجیب گذرتا ہے، ان کے حال پر تھوڑا ترس کھائیں۔

یوں بھلا بھلا کر انکی سوچ کو تھوڑا تبدیل کیا، پھر میں کراچی شفٹ ہو گیا، اور انکی شخصیت میں ہر مہینے ایک نئے کردار کا جنم ہوتا رہا، آجکل سنا ہے کہ ان پر عشق کا بھوت سوار ہے جو اسے نہ جانے کہاں گم کیے رہتا ہے۔